وفیات

مولوی ظفر احمد خاں شاہجہانپوری

حلقۂ برہان کے احباب ومتوسلین کو یہ معلوم کر کے افسوس ہو گا کہ برہان کے منیجر، پرنٹر اور پبلشر مولوی ظفر احمد خاں صاحب شاہجہاں پوری کم وبیش ستر برس کی عمر میں ۱۳ر دسمبر ۷۹ء کو داعیِ اجل کو لبیک کہہ کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون، مرحوم عرفِ عام میں "بڑے آدمی" نہیں تھے، یعنی وہ لیڈر اور پبلک ورکر نہیں تھے اس لئے کسی اخبار یا کسی رسالہ کو کیا پڑی ہے کہ ان کی وفات پر تعزیتی نوٹ لکھے عـہ وہ اہل قلم اور مصنف نہیں تھے اس لئے کسی تعزیتی جلسہ اور ختم قرآن کا اور پسماندگان کے ساتھ ہمدردی اور مرنے والے کے لئے اجتماعی دعائے مغفرت کا اہتمام وانتظام کیوں کیا جائے!

لیکن برہان اور اس کے کارکن مرحوم کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ ان کا حق ہے کہ برہان کے صفحات پر ان کی خدمات کا اعتراف کیا جائے، مرحوم دارالعلوم دیوبند کے تعلیم یافتہ اور فاضل تھے، طب کی تعلیم بھی حاصل کی تھی، استعداد خاصی تھی۔ ادارۂ ندوۃ المصنفین و برہان کے قائم ہوتے ہی مرحوم کا ادارہ سے تعلق ہو گیا تھا۔ ادارہ کی اس طویل زندگی میں اس پر سرد و گرم ہر قسم کے دور گذرے اور بڑے سخت اور کٹھن دن آئے، لیکن مرحوم ایک دن کے لئے بھی ادارہ سے جدا نہیں ہوئے، ادارہ عـہ اُن کے لئے صرف ایک ذریعۂ معاش نہیں تھا بلکہ ان کو درحقیقت ادارہ اور اُس کے ناظم مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی سے عشق تھا۔ اور پوری طرح ان کے مزاج شناس تھے۔ وہ دفتر کے اوقات اور ایامِ کار کے پابند نہیں تھے، بلکہ خارج اوقات اور تعطیل کے دنوں میں بھی اپنا کام کرتے رہتے تھے، جب سے میاں عمید الرحمن عثمانی نے دفتر کے انتظامی کاموں کی ذمہ داری سنبھالی تھی، مرحوم برہان کے لئے مخصوص ہو کر رہ گئے تھے۔ اس سلسلہ کی تمام خط وکتابت

عـہ صدقِ جدید کے حکیم عبدالقوی صاحب نے البتہ ایک اچھا تعزیتی نوٹ لکھا ہے جس سے حکیم صاحب کی مردم شناسی اور ادارے سے تعلق خاص کا اندازہ ہوتا ہے۔

عـہ۔ دیانت داری اور رازداری کا پیکر تھے۔

میری ہدایت کے مطابق مقالات کی ترتیب، برہان کی کتابت و طباعت، پروف ریڈنگ، کاپی کی تصحیح اور برہان کی ترسیل وغیرہ، یہ سب کام ان کے سپرد تھے، اپنے ان فرائض و واجبات کو مرحوم نے اس مستعدی اور چستی سے انجام دیا کہ اس پوری مدت میں برہان ایک مرتبہ بھی تاریخ اشاعت سے مؤخر نہیں ہوا۔

مرحوم شاہجہاں پور کے باشندہ اور حسب و نسب کے اعتبار سے پٹھان تھے جز و درنج اور بات بات پر مشتعل ہو جاتے ہیں، لیکن ادارہ کے سب لوگوں اور خصوصاً مفتی صاحب کے ساتھ ان کا معاملہ بڑے لحاظ و مروت اور ادب و احترام کا تھا۔ مفتی صاحب کسی بات پر اگر خفا بھی ہوتے تو وہ بالکل خاموش رہتے اور پلٹ کر جواب نہ دیتے تھے، ایک مرتبہ میرے علم کے بغیر ایک مقالہ برہان میں ایسا شائع ہو گیا جس نے میری اور مفتی صاحب کی جان غضب میں کر دی۔ اخبارات میں ہم پر لے دے ہوئی۔ پبلک نے احتجاج کیا۔ اور کہنے والوں نے جو جی میں آیا بے تکلف کہا۔ مجھے اصل واقعہ معلوم تھا کہ وہ مضمون براہ راست مفتی صاحب کو موصول ہوا اور انہوں نے مقالہ نگار کے علم و فضل پر اعتماد کر کے پڑھے بغیر مقالہ برہان میں اشاعت کے لئے دیدیا، لیکن مولوی ظفر احمد خاں صاحب کی ادب شناسی کا یہ عالم تھا کہ جب میں نے ان سے باز پرس کی کہ یہ مقالہ کیوں کر شائع ہو گیا تو انہوں نے مفتی صاحب کا نام بالکل نہیں لیا اور ساری ذمہ داری اپنے سر یہ کہہ کر لے لی کہ مقالہ نگار نامور محقق اور مصنف ہیں اور ادارہ سے قدیم اور مخلصانہ تعلق رکھتے ہیں اس لئے میں سمجھتا تھا کہ آپ کو اس مقالہ کی اشاعت میں کیا تامل ہو سکتا ہے،

مرحوم برسوں سے سِل کے شدید مریض تھے، جب کبھی اس کا دورہ پڑتا تھا نیم جان ہو کر چارپائی سے لگ جاتے تھے، متعدد بار ہسپتال اور نرسنگ ہوم میں بھی داخل ہوئے، لیکن حالت یہ تھی کہ جہاں ذرا بہتر ہوئے، پھر دفتر کا کام کرنے لگتے تھے، ہم سب کو ان کی سخت جانی اور قوتِ ارادہ کی پختگی پر تعجب ہوتا تھا، بہ صورت حال اسی طرح چلتی رہی — لیکن ادھر دو برس سے ان کی صحت بہت گر گئی تھی اور زیادہ چلنے سے سانس پھول جاتا تھا۔ اس بنا پر دفتر کے کاموں کا بار اگرچہ ہلکا کر دیا گیا تھا۔ لیکن تعلق بہرحال قائم تھا اور وہ اپنی بساط کے مطابق

کام کرتے رہے، آخر وقتِ موعود آپہونچا - ۱۲ر دسمبر کو اصل مرض کا ایسا شدید دورہ ہوا کہ جانبر نہ ہوسکے، اور اس طرح برہان کا ۱۸ برس کا ساتھ چھوٹ گیا، بیوی کا انتقال پہلے ہی ہو گیا تھا - دو لڑکیاں اور ایک لڑکا اپنی یادگار چھوڑے ہیں، لڑکیاں شادی شدہ ہیں اور آسودہ ہیں، لڑکا جو ۲۲، ۲۳ برس کا ہے فاتر العقل اور مختل الحواس ہے، ان کو بس تشویش اسی کی طرف سے تھی - ہ.ح اس کا اظہار کرتے بھی تھے اور میں ان کو تسلّی دیتا تھا - مرحوم بڑے صابر اور مخلص انسان تھے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے - قارئین برہان سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے - (ایڈیٹر)